جناب سید امین گیلانی صاحب

میں تیرے دل میں ہوں تجھ سے کوئی جدا تو نہیں

میں تجھ کو سجدہ کروں، تو مرا خدا تو نہیں
بُرا سہی، مگر اتنا بھی میں بُرا تو نہیں

بلند اس لئے نیزے پہ سر ہوا میرا
کہ حق کی راہ میں گو کٹ گیا، جھکا تو نہیں

گرا جو خاک پہ افلاک کانپ اُٹھے
میرا لہو ہے یہ زاہد، تیری دعا تو نہیں

ستم کا بستر و ساماں، جلا کے دم لیں گے
ہمارے دل کا الاؤ ابھی بجھا تو نہیں

میں لے کے جاؤں گا فریاد اُس کے پاس اپنی
ہمارے شہر کا حاکم کوئی بُلا تو نہیں

ہوس میں زر کی تو ایمان و عقل نہ گنوا
یہ سوچ، مل بھی گیا کچھ، وہ دیرپا تو نہیں

متاعِ خانہ لُٹا کر تو مطمئن کیوں ہے
یہ ابتدا ہے محبت کی انتہا تو نہیں

مری خرابی پہ ہے منحصر مری تعمیر
خدانخواستہ، وہ دوست بے وفا تو نہیں

جب اُس کو میں نے پکارا یہی جواب آیا
میں تیرے دل میں ہوں تجھ سے کوئی جدا تو نہیں

عصا بدست ہیں لاکھوں ہی کہنہ عمر امین
عصا بدست ہو جو بھی، وہ رہنما تو نہیں

مولانا محمد عبد اللہ صاحب حاصل پور منڈی ضلع بہاولپور

مسلمان حکمرانوں کی علم دوستی و علم پروری

بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ یہ عین حقیقت ہے کہ ؎

بنی آدم از علم یابد کمال   نہ از حشمت جاہ مال و منال

برو دامن علم گیر استوار   کہ علمت رساند بدار القرار   (کریما)

ابو البشر سید آدم علیہ السلام کے سر مبارک پر خلافت و نیابت ارضی کا تاج بدولت علم ہی سجایا گیا۔
آیۃ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا کا مفہوم مظہر ہے کہ دنیا میں علوم (دینی و دنیوی) کا اولین آموزگار و معلم خود ذات باری عز اسمہ وجل شانہ ہے اور ابتدائی طفل مکتب پہلا انسان (بابا آدم علیہ السلام) ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام صاحب کتاب رسول جو بیک وقت شاہ دین و دنیا تھے، فرماتے کہ سینے میں علم کا وجود اندھیرے گھر میں چراغ کی مانند ہے۔ علم کو نور اور روشنی سے تعبیر کرنا خود کلام اللہ شریف کی متعدد آیات میں ہے۔

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ وہ علم اور سلطنت میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ انہوں نے علم کو پسند فرمایا اور حسن انتخاب پر اللہ رب العزت نے خوش ہو کر دولت علم کے ساتھ ساتھ سلطنت و حکومت بھی بخشی۔

خود پیغمبر آخر الزمان، فخر دو جہاں سید انس و جاں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فرمایا۔ بُعِثْتُ مُعَلِّمًا کہ میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ذیل میں ایک حدیث شریف کا ترجمہ قارئین تمکین ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے آپ کو عظمت و اعزاز علم اور اہل علم کا صحیح صحیح اندازہ ہوگا۔ اور ساری دنیا دامن علم میں سمٹی نظر آتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم حاصل کرو کیونکہ لوجہ اللہ تعلیم علم خشیت ہے، علم کی طلب عبادت ہے، علم کا مذاکرہ تسبیح ہے۔ علم کی تلاش جہاد ہے بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے۔ مستحقین میں علم کے لئے خرچ کرنا تقرب ہے۔ علم حلال و حرام کا نشان ہے جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے۔ تنہائی میں مونس ہے، پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے۔

راحت و مصیبت سے آگاہ کرنے والا ہے۔ دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے۔ دوستوں میں زینت ہے۔ علم کے ذریعہ خداتعالیٰ بعضوں کے مقام و مرتبہ کو بلند فرماتے ہیں اور ان کو نیکی کا ایسا عمدہ نمونہ اور امام بناتے ہیں کہ دنیا ان کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔ ان کی سیرت قابلِ اتباع ہوتی ہے۔ ان کے اقوال پر عمل کیا جاتا ہے۔ ملائکہ ان کی خدمت پر راغب ہوتے ہیں اور اپنے مقدس و نورانی پروں سے ان کو چھوتے ہیں۔ ان کی مغفرت کے لئے جملہ مخلوقِ خدا سمندر کی مچھلیاں، زمین کے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درند و چرند دعا کرتے ہیں۔ جہل کی موت میں علم، دلوں کے لئے زندگی ہے۔ تاریکی میں آنکھوں کے لئے روشنی ہے۔ علم ہی کے ذریعے بندگان خدا دنیا اور آخرت میں اخیار کے مرتبے پاتے اور بلند درجے حاصل کرتے ہیں۔ علم میں غور و فکر روزے کے برابر ہے اور علم میں مشغول ہونا قیام لیل کے ہم پلہ ہے۔ علم ہی سے رشتے استوار ہوتے ہیں۔ علم عمل کا راہنما ہے۔ اور عمل علم کا پیرو ہے۔ خوش بختوں کو ہی علم کی توفیق میسر آتی ہے اور بدبخت اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلم اور مدرس کے فرائض انجام دئے۔ آپ نے اپنی حکمرانی و راجدانی اسلامی سٹیٹ (مدینہ منورہ) میں ایک درس گاہ کی بنیاد رکھی جس کا نام "صفہ" تھا۔ اس عظیم ادارہ کے فارغ التحصیل و فاضل نوجوانوں کو صوبوں کے گورنر و عامل، آرمی کے جرنیل و کمانڈر، قاضی القضاۃ، خطیب، مفتی اور مدرس کے مناصب جلیلہ پر فائز کیا جاتا تھا اور ہر عہدہ دار اپنی مثال آپ ہوتا تھا۔

گویا امت و ملت اسلامیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے حکمران ہیں جنہوں نے باقاعدہ منظم طریق سے عملی طور پر علوم کی تعلیم و ترویج میں بھرپور اور حتی المقدور حصہ لیا۔

تعلیم کی اہمیت و ضرورت اور افادیت سے آپ بخوبی واقف تھے۔ پہلی قرآنی وحی کا ابتدائیہ و افتتاحیہ اِقْرَاْ (پڑھئے) تھا۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ الآیۃ کتاب و حکمت کی تعلیم تو آپ کے فرائض منصبی میں شامل تھی۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں آپ کی مساعی جمیلہ نہ صرف قابلِ داد و تحسین و آفرین بلکہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں فرمایا گیا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ نیز تعلم العلم وعلموہ الناس خود سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ ع

خود جلو دیدۂ اغیار کو بینا کردو

اغیار کو بینائی بخشنے والے آج خود تاریکیوں میں پڑے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں نامعلوم یہ شب دیجور کب صبح خنداں بنے گی۔

مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ جب بچوں کو پڑھتے دیکھتے تو فرماتے:۔

شاباش! تم علم و حکمت کے سر چشمے ہو، تاریکی میں روشنی، تمہارے کپڑے اگرچہ بوسیدہ اور پھٹے پرانے

یں لیکن تمہارے دل تر و تازہ۔ تم علم ہی کی خاطر گھروں (مدرسوں) میں محصور ہوئے۔ مگر تم ہی تو مہکنے والے پھول ہو۔

خلفائے بنو عباس میں سے نامور خلیفہ ہارون الرشید (جو بذات خود بہت بڑا متبحر عالم و فاضل تھا) کی علم دوستی اور علم پروری تو ضرب المثل بن گئی تھی۔

ہارون الرشید کی علم دوستی | ایک مرتبہ ایک نابینا عالم ابو معاویہ ضریرؒ نے ہارون کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے سے قبل ہارون نے خود ان کے ہاتھ دھلائے جب کھانا شروع کیا تو پوچھا کیوں ابو معاویہ آپ کے ہاتھ کس نے دھلائے۔ انھوں نے اپنی مجبوری (کور چشمی) کی وجہ سے لاعلمی کا اظہار کیا تو ہارون نے کہا کہ یہ خدمت میں نے خود سرانجام دی ہے۔ ابو معاویہ نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ نے خود یہ تکلیف کیوں کی۔ تو ہارون الرشید نے مودبانہ لب و لہجہ میں کہا اجلالاً للعلم آپ کی علمی قدر و منزلت کے پیش نظر۔

مشہور محدث حضرت عبداللہ ابن مبارک کی وفات حسرت آیات کے صدمہ کا ہارون الرشید پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اور وہ دل برداشتہ ہو کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ شاید وہ اپنے قریبی عزیز و اقارب کی وفات پر اتنا دل گرفتہ اور رنجیدہ نہ ہوا ہوگا یہی ایک واقعہ ہارون کی قلبی کیفیات اور علم و علماء دوستی کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ اسی سے اندازہ کیجئے کہ اسے علم اور اہل علم سے کس قدر شغف تھا اور ہارون الرشید کا یہی جذبہ جب جوش میں آکر ٹھاٹھیں مارتا تو وہ رانوں کو اٹھا اٹھا کر مصاحبین و ارکان دولت کو ہمراہ لئے اہل علم کے دروازوں پر بھکاریوں اور گداگروں کی طرح مارے مارے پھرتا اور اپنے جذبات کی تسکین اور علمی تشنگی سے سیرابی کی خاطر تاج شاہی کو بھی ایک طرف رکھ دیتا۔

ہارون الرشید کے شب و روز علماء کی محفلوں، علمی مذاکروں، بحث و مباحثوں میں گذرتے اور وہ ان سے پورا لطف اندوز ہوتا اور اہل علم سے خوش ہو ہو کر اکرام و عطا کی ایسی بارش کرتا کہ دیکھنے اور سننے والے محو حیرت رہ جاتے۔ ہارون علوم و فنون کا سچا قدردان اور سرپرست تھا۔ ہارون الرشید کا عہد حکومت علمی فروغ نشر و اشاعت کا مثالی اور معیاری عہد تھا۔

مسلمان حکمران کے مؤلف جناب محترم رشید اختر ندوی بحوالہ خطیب بغدادی اور مورخ الدمشقی رقمطراز ہیں ہارون کی علم پروری اور علمی دل چسپی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف بغداد میں (جو عروس البلاد کہلاتا تھا) بیس ہزار دوکانیں کتب اور سٹیشنری (سامان نوشت و خواند) کی تھیں۔ آج کے اس دور میں جب کہ علمی فروغ کی نشر و اشاعت کے جدید ترین وسائل و ذرائع ہیں اور سائنس بام عروج پر ہے دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہوگا جس کے کسی خوش نصیب و بلند بخت شہر کو یہ شرف حاصل ہو کہ اس میں بیس ہزار دوکانیں کتابوں اور سٹیشنری کی ہوں۔

ایک بار ہارون الرشید نے دیکھا کہ اس کے دونوں بیٹے مامون اور امین اپنے استاد کی کفش برداری پر لڑ رہے ہیں اور اچھا خاصا جھگڑا ہو رہا تھا جو ناظرین کے لئے دلچسپ منظر بن گیا۔ امین کا تقاضا تھا کہ استاد کے جوتے میں اٹھاؤں گا جب کہ مامون مصر تھا کہ کفش برداری کی عظیم خدمت میں بجا لاؤں گا۔ ہارون نے جب یہ عجیب منظر دیکھا تو باغ باغ ہو گیا اور خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ سچ ہے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ باپ (ہارون) اگر علماء کے ہاتھ دھلانے کی سعادت سمجھتا تھا تو اولاد بھی اساتذہ کی جوتیاں اٹھانے کو باعث فخر خیال کرتے تھے۔ اس قسم کے واقعات سے تاریخ کا دامن لبریز ہے۔

خاندان بنو امیہ کی علم پروری

خاندان بنو امیہ کے مشہور چشم و چراغ الحکم ثانی کی ساری زندگی علمی مجالس و محافل میں گذری۔ وہ بذات خود بہت بڑا فاضل و لائق ترین انسان تھا خصوصاً علم فقہ و حدیث میں اسے مہارت تامہ اور ادراک حاصل تھا۔ "مسلمان حکمران" کے مؤلف نے کیسا شاندار جملہ لکھا ہے کہ "اگر اسے تخت شاہی پر بیٹھنا نصیب نہ بھی ہوتا تو بھی دنیا اسے ایک بڑے عالم اور فقیہہ کی حیثیت یاد رکھتی اور تاریخ میں اس کا نام علماء کے زمرہ میں زندہ و تابندہ رہتا۔ الحکم ثانی کے اپنے ذاتی کتب خانہ میں چار لاکھ کتابوں کا ذخیرہ تھا ان میں سے بیشتر کتابوں کے حواشی پر الحکم کے اضافی ہینڈ نوٹس تھے۔ گویا چار لاکھ کتابیں اس کے مطالعہ سے نکل چکی تھیں۔ اور مطالعہ بھی ایسا کہ وہ ان کتابوں پہ محاکمہ کر سکتا تھا۔

اچھی اور بہترین کتب کا حد درجہ شوقین تھا اس کا یہ علمی شوق و ذوق جنون کی شکل و صورت اختیار کر گیا۔ بے چارے وزیر و سفیر اس کے اس علمی جنون کی تسکین کے لئے خرید کتب کے سلسلہ میں ملکوں ملکوں کا سفر کرتے رہتے۔ اس علم دوست و علم پرور بادشاہ نے جہاں اپنی روح کو علمی آسودگی اور سکون مہیا کیا اپنی رعایا کو بھی شمع علم سے استفادہ کے سنہری مواقع فراہم کئے۔

سرزمین اندلس کے گوشہ گوشہ قریہ قریہ میں مدارس و مکاتب قائم کئے۔ اس کے عہد حکومت و خلافت میں صرف قرطبہ شہر میں ہزاروں ابتدائی مدارس و مکاتب قائم کئے۔ اس کے عہد حکومت میں صرف قرطبہ شہر میں ہزاروں ابتدائی مدارس (پرائمری) اور آٹھ صد ثانوی تعلیم گاہیں (ہائی سکول) تھیں۔ اور پھر لطف یہ کہ ابتدائی تعلیم سے قرطبہ یونیورسٹی کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری تک سب تعلیم اور سامان تعلیم (کتب، قلم دوات، سٹیشنری) طلبہ کو مفت مہیا کیا جاتا۔ بلکہ مراحم خسروانہ کا یہ عالم تھا کہ مستحق طلبہ کو یومیہ دو سے آٹھ آنے تک حسب استحقاق جیب خرچ بھی ملتا تھا۔

قارئین کرام! یہ اس شخصی حکمران کی علم دوستی کا حال تھا جب کہ آج کے جمہوری دور میں "تعلیم مفت ہے" کا نعرہ اور چرچا عام ہے۔ رہبران و لیڈران قوم و ملت ایسے جذباتی نعروں سے عوام الناس کو بے وقوف بنا کر مطلب براری کر کے ایوان اقتدار میں جا دھمکتے ہیں اور پھر غلط تعلیمی پالیسیوں سے پوری قوم کے نونہالوں کا مستقبل تباہ کیا جاتا ہے،

اس کی تفصیل و اس کی تشریح ماضی قریب کے آئینے میں دیکھئے۔

عربی زبان کا مقولہ ہے" النَّاسُ عَلَى دِينِ مُلُوْكِهِمْ کہ رعایا اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتی ہے۔ الحکم کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے معیارِ زندگی کی بلندی و برتری اسی میں سمجھی کہ وہ اچھے سے اچھے کتب خانے بنائیں۔ اور عمدہ سے عمدہ کتابوں سے اپنی لائبریری کی زیب وزینت میں اضافہ کریں۔

علامہ مقریؒ اس دور کا علمی ذہن و سوچ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں صَارَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ مِنَ اللَّذَّةِ الْعَيْشِ وَالسِّيَاسَةِ یعنی قیام مکاتب و کتب خانے ان کا سامانِ تعیش بن گیا تھا یہی وجہ تھی کہ اس دور میں باوجود تلاشِ بسیار کے جاہل اور ان پڑھ آدمی نہ ملتا تھا خواہ دیہات ہوں یا شہر قرطبہ کے گلی گلی اور کوچے کوچے میں لوگوں کے اپنے ذاتی کتب خانے تھے۔ خواہ وہ کاخِ امراء ہوں یا بالوں کے خیمے اور گھاس پھونس کے کاشانے۔ بہرحال یہ علمی ذوق سب کا قدرِ مشترک تھا۔

سلاجقہ کی علم پروری ملک شاہ سلجوقی کی علم دوستی و علم پروری کا غلغلہ آج بھی بلند ہے۔ اس کے نامور وزیر نظام الملک طوسیؒ نے کثیر تعداد میں مدارس قائم کئے کہ پوری مملکت مدرسہ بن گئی تھی۔ اس سلسلہ کا سب سے بڑا کارنامہ مدرسہ نظامیہ بغداد کا قیام تھا۔ یہ مدرسہ اس دور کے اندر مشرق و مغرب میں اپنی نظیر آپ تھا۔ آپ اس گلستانِ علم و ادب کے چند شگفتہ و شاداب مہکتے پھولوں کی خوشبو صدیوں بعد آج بھی سونگھ سکتے ہیں۔ جن کی عطر بیزی اور مہک میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور وہ تشنگانِ علم و معرفت اور محبین و مخلصین کے لئے مشامِ روح و جان بنے ہوئے ہیں۔ امام ابو اسحاق شیرازی، ابن الخطیب، عمر خیام، ابوالقاسم قشیری، قطب الدین شافعی۔ مجزامت امام غزالی جیسے نابغۂ روزگار علماء نے مختلف اوقات میں اس مدرسہ کی خدمت کر کے اوجِ کمال تک پہنچایا اور پھر اس بوستانِ علم و فن سے سعدی شیرازی، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسی ہستیوں نے جنم لیا اور دیکھتے دیکھتے ایسے سدا بہار پھول بنے جن پر خزاں بھی اثر انداز نہ ہو سکی۔ ملک کی پوری آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ تعلیم و تعلم اور مکاتب و مدارس کے قیام و اخراجات پر خرچ ہوتا تھا۔

سلطان مراد کی علم دوستی سلطان مراد دوم ترک بادشاہوں میں بہت بڑا نیک طینت عابد و زاہد اور شب زندہ دار بادشاہ تھا۔ اس کے عہدِ حکومت میں بڑی بڑی قابل قدر علمی ہستیوں نے جنم لیا۔ اور خوب بال و پر کھول کر علمی فضاؤں میں اڑے اور پروان چڑھے۔ سلطنت عثمانیہ اس دور میں علمی مجمع البحرین اور سرچشمہ بن گئی تھی۔ سلطان مراد دوم کی علم دوستی ذیل کے واقعہ سے بخوبی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ آج کل کے جمہوری حکمران اسے دیدۂ عبرت سے پڑھیں۔ وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

سلطان مراد کو کسی طرح معلوم ہوا کہ اس کے نورِ چشم فرزند دلبند محمد خان نے ابھی تک قرآن مجید ختم نہیں کیا۔

تو انہوں نے اپنے وقت کے مشہور عالم و فاضل علامہ الکرّانی کو بلایا اور اپنے ہاتھ سے الکرّانی کو ایک چھڑی (ڈنڈا) دی اور کہا کہ اس کی مدد سے میرے بیٹے کو قرآن مجید پڑھاؤ۔ الکرانی اسی عالم میں شہزادہ کے پاس پہنچے۔ شہزادہ اپنے بے فکر ہمجولیوں میں بیٹھا گپ شپ لڑا رہا تھا۔ علامہ الکرانی نے چھڑی اٹھا کر فرمایا۔ دیکھا صاحبزادہ صاحب! تمہارے والد محترم (بادشاہِ وقت) نے مجھے تمہاری تعلیم قرآن پر مقرر فرمایا ہے۔ شہزادہ ہنسنے لگا۔ گویا وہ الکرانی کی بات کا مذاق اڑا رہا ہے۔ علامہ کرانی نے بلا خوف و جھجک شہزادہ کو مارنا شروع کیا اور اتنا مارا کہ شہزادہ صاحب کی کھال ادھیڑ کر ادھمرا کر دیا۔ شہزادہ صاحب نہ صرف بچپن کی لاابالی عمر کے حصہ میں تھے بلکہ سلطنت کے ایک صوبہ مغنیہ کی گورنری کے ایک عظیم عہدہ پر فائز المرام تھے۔ ممکن ہے کہ شہزادہ محمد خاں شوخ چشمی یا انتقامی کارروائی کرتا لیکن دوسری طرف حالات یہ تھے کہ شہزادہ کا باپ سلطان مراد خان اولاد سے زیادہ اہل علم پر مشفق و مہربان تھا۔ اور علمی تقاضوں کو ہر چیز پر فوقیت و ترجیح دینا تقاضیٰ کر اپنی جانِ عزیز سے بھی علماء کو عزیز ترین خیال کرتا تھا۔

علامہ الکرانی کی مار پیٹ کا یہ اثر ہوا کہ شاہزادہ نے نہایت قلیل عرصہ میں قرآن مجید ختم کر لیا۔ اور خود محمد خاں جب مسندِ حکومت پر متمکن ہوا تو سلطنت کا سارا کاروبار اپنے عظیم محسن علامہ الکورانی کو وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سنبھالنے کی پیشکش کی۔ لیکن علامہ موصوف نے قبول نہ فرمایا۔

محمد خاں علماء و فضلاء کا بڑا قدردان اور عقیدت مند تھا۔ نامور علماء و فضلاء شعراء کے وظیفے اور روزینے (الاؤنس) مقرر کر رکھے تھے جو باقاعدگی سے ان تک پہنچائے جاتے تھے اس کے اکرام و عطا کی یہ بارش نہ صرف اپنے ملک کے علماء فضلاء و شعراء پر ہوتی تھی بلکہ اس کے وجود و احسان کا یہ دریا بیرونِ ممالک اور دیارِ غیر میں بہتا تھا۔

اس نے اپنی مملکت میں مدارس و مکاتب کا جال بچھا دیا تھا۔ امتِ مسلمہ پر اس کا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ دنیا آج تک نہیں بھولی۔ تاریخ میں اس کا یہ عظیم کارنامہ آبِ زر سے لکھا جائے گا اور اس محسن ملتِ اسلامیہ کی شکر گذار رہے گی۔

مغل بادشاہوں کی علم پروری سلاطین مغلیہ کی علم پروری اور علم دوستی زبان زد خلائق ہے۔ ہمایوں، عالمگیر اور دیگر سلاطین تاریخ میں اپنی علم دوستی کی بنا پر زندہ جاوید ہیں۔ سلطنت مغلیہ کے مشہور و معروف سپہ سالار بیرم خاں کے بارے میں عصر حاضر کے عظیم سکالر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اپنی کتاب مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۲۷۷،۳ پر لکھتے ہیں کہ :

بیرم خاں کے علمی ذوق و شوق، تجسس اور مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ وہ عین میدانِ جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر کتاب ہاتھ میں لئے مطالعہ کرتا تھا۔ حتیٰ کہ غسل کا وقت بھی مطالعہ سے فارغ نہیں رہتا تھا۔ خدام ہاتھوں کتابیں کھولے کھڑے ہیں اور بیرم خاں بیک وقت جسم و روح کی صفائی و بالیدگی میں مصروف رہتے۔ نہا بھی